ڈاکٹر محمد سلمان بھٹی
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، یونیورسٹی آف ایجوکیشن، لاہور

گورنمنٹ کالج لاہور کا اُردو تھیئٹر ۔ تقسیم سے تا حال

Government College Lahore (now Government College University, Lahore.) has been projecting literary and intellectual activities in the Subcontinent. There are many Literary Societies, which were active to promote extracurricular and Co-curricular activities and Government College Dramatic Club (GCDC) is one of the prominent ones. This Society has produced legendry and renowned men of letters, like poets, prose writers, playwrights, directors, and translators of the Radio, T.V and Theatre as well. The article under study is focused on trends and traditions of Urdu Theatre of "Government College Dramatics Club"(Post Partition till 2012)

تقسیم سے لے کر ۱۹۵۱ء تک گورنمنٹ کالج لاہور میں تھیئٹر کی سرگرمیاں نہ ہونے کے برابر رہیں۔ البتہ انگریزی کے کچھ کھیل ضرور پیش کیے گئے۔ تقسیم کے فوراً بعد گورنمنٹ کالج لاہور میں جی سی ڈی سی کے زیرِ اہتمام پیش کیے گئے پہلے انگریزی کھیل کے متعلق نعیم طاہر اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

''پہلا ڈرامہ تقسیم کے بعد ۱۹۴۸ء میں LIBEL ہوا۔ میں اِس زمانے میں کالج میں نہ تھا اِس لیے اِس کے بارے میں کچھ صحیح طور پر نہیں کہہ سکتا لیکن سننے میں یہی آیا ہے کہ کھیل اچھا خاصا تھا، اور اس میں اکرم کاظمی اور اقبال رضا نے پارٹ کیا۔''[۱]

۱۹۵۱ء میں اُردو کھیل پیش کرنے کے متعلق بھی سوچا جانے لگا۔ اِس سلسلے میں صفدر میر اور امتیاز علی تاج کی خدمات سے ہرگز صرفِ نظر نہیں کیا جا سکتا۔ اِن دونوں حضرات نے جی سی میں اُردو تھیئٹر شروع کروانے کے لیے تگ و دو جاری رکھی اور بالآخر ۱۹۵۲ء میں گورنمنٹ کالج لاہور میں تقسیم کے بعد اُردو تھیئٹر کی پہلی سرگرمی وقوع پذیر ہوئی۔ صفدر میر کہتے ہیں:

''۱۹۵۲ء میں صوفی صاحب نے شیکسپیئر کے کھیل Mid Summer Night's Dream کا ترجمہ ساون رین دا سُفنا کے نام سے کیا۔ اِس کھیل میں اصغر جاوید، صوفی وقار، پروین، منیزہ ہاشمی، سلیمہ ہاشمی اور صوفی صاحب کی بیٹیوں نے بھی کام کیا۔ یہ کھیل جی سی اوپن ائیر میں چار روز تک پیش کیا گیا۔''[۲]

نعیم طاہر بھی اپنے ایک مضمون میں رقمطراز ہیں:

> ''صفدر صاحب نے پہلا شو ۱۹۵۲ء میں کیا۔ یہ کھیل یک بابی تھے۔ سید امتیاز علی تاج کا کمرہ نمبر ۵ اور صوفی صاحب کا Mid Summer Night's Dream ساون رین دَا سُفنا۔ کمرہ نمبر ۵ میں حکیم کا کردار فضل کمال نے اور ساون رین دا سفنا میں صفدر صاحب نے بہت اچھے رول کیے۔''[۳]

اِسی مضمون میں نعیم طاہر لکھتے ہیں:

> ''۱۹۵۳ء میں کمرہ نمبر ۵ اور ساون رین دِاسفنا ہو چکے تھے۔''[۴]

اِن حوالوں کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ تقسیم کے بعد کالج کے سالانہ کھیل کے طور پر'' ساون رین دَا سُفنا'' اگر ۱۹۵۲ء میں کھیلا گیا تو ''کمرہ نمبر ۵''، ۱۹۵۳ء میں کھیلا گیا ہوگا کیونکہ ان دو اُردو کھیلوں کے علاوہ جی سی میں ۱۹۵۳ء کے خاتمے تک تھیٹر کی کسی تیسری سرگرمی کے متعلق معلومات نہیں ملتیں۔ صفدر میر اور نعیم طاہر کے بیانات کو مدِنظر رکھتے ہوئے ہم اِسی نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ تقسیم کے بعد جی سی ڈی سی کی طرف سے پیش کیا جانے والا پہلا Bilingual کھیل 'ساون رین دَا سُفنا' جبکہ پہلا مکمل اُردو کھیل ''کمرہ نمبر ۵' تھا۔ یہ دونوں کھیل گورنمنٹ کالج لاہور کے اوپن ایئر میں پیش کیے گئے۔[۵] ''ساون رین دا سُفنا'' کے مکالمے پنجابی اور اُردو زبان میں ہیں جبکہ ''کمرہ نمبر ۵'' کے تمام مکالمے اُردو میں ہیں اور یہ دونوں کھیل ترجمہ شدہ ہیں۔

۱۹۵۱ء میں یہاں ایک فلم سوسائٹی کی بنیاد بھی رکھی گئی۔ فلم سوسائٹی بنانے کا مشورہ کسی دور میں '' پطرس بخاری'' نے دیا تھا۔ اِس فلم سوسائٹی کی لائبریری میں کئی نایاب اور شاہکار فلموں کا ذخیرہ موجود تھا۔ ''صفدر میر'' نے بھی رسالہ راوی کو دیئے گئے اپنے ایک انٹرویو میں اِس سوسائٹی اور فلم لائبریری کا ذکر کیا ہے۔ ان فلموں میں (Eisenstein) کی Potemkin Battle ship اور Lenin in October، (Pudvkin) کی Mother اور Dovzhenkov کی Earth، Ufa کمپنی کی ایک فلم Commrade Schaft اور Metropolis اِس کے علاوہ Flaherty کی دستاویزی فلموں کی سیریز بھی اِس کلب کے پاس تھی لیکن آج اِس سوسائٹی اور فلمی لائبریری کا کوئی نشان باقی نہیں اور نہ ہی یہ علم ہو سکا کہ یہ فلمیں کہاں گئیں؟ ۱۹۵۱ء سے ۱۹۵۹ء تک'' صفدر میر'' اِس فلم سوسائٹی کے انچارج رہے۔ اِن کے بعد ۶۰ء میں اِس سوسائٹی کے انچارج ''فضل احمد اعوان'' بنے۔ جی سی فلم سوسائٹی کی اہمیت کا اندازہ ''پروفیسر کلیم الدین'' کے اِس بیان سے لگایا جا سکتا ہے:

> ''فضل احمد اعوان صاحب جی سی کی فلم سوسائٹی کے صدر تھے۔ وہ ہمیں اِس دور کی بہترین فلمیں دکھاتے۔ پھر ان پر تنقیدی اور تکنیکی امور کے حوالے سے بحث کی جاتی جو ہمارے لیے علمی حوالے سے بہت اہم ہوتی۔''[۶]

یہ فلم سوسائٹی ۱۹۷۷ء تک کام کرتی رہی لیکن اِس کے بعد یہ سوسائٹی ختم کر دی گئی جس کا کوئی خاص سبب معلوم نہیں ہو سکا۔

۵۴ء میں یہاں پروفیسر سراج الدین پرنسپل تھے۔ اُن کا خیال تھا کہ اُردو ڈرامے کا معیار انگریزی ڈرامے جتنا بُلند نہیں ہو سکتا، اِس لیے وہ اُردو تھیٹر کے حق میں بھی نہیں تھے لیکن شوقین حضرات تگ و دو کے بعد پرنسپل صاحب کو اُردو تھیٹر کے لیے قائل کر

ہی لیتے۔۵۴ء، ۵۵ء میں جی سی میں انگریزی تھیٹر کے لیے سمیع احمد اور ڈاکٹر محمد صادق نے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ڈاکٹر محمد صادق انگریزی کھیل ڈائریکٹ کرتے تھے، اُن کے جانے کے بعد انگریزی کھیل سمیع احمد نے ڈائریکٹ کیے۔۱۹۵۴ء سے ۵۷ءتک گورنمنٹ کالج ڈرامیٹک کلب کے انچارج صفدر میر اور پروفیسر اے جی رضا جبکہ صدر سخی سرور سلطان رہے۔[۷] اس دور میں اُردو کھیلوں کے لیے ادارے کی طرف سے خاطر خواہ مالی معاونت نہیں کی جاتی تھی۔ بسا اوقات تو طلباء ہی کھیل کے اخراجات برداشت کرتے۔

۱۹۵۴ء کے بعد جی سی میں اُردو تھیٹر ایک تحریک کی صورت اختیار کر گیا جس میں صفدر میر، امتیاز علی تاج ،صوفی تبسم، جی ایم اثر، سخی سرور سلطان، نعیم طاہر، خالد سعید بٹ ،فضل کمال، صوفی وقار، ششماد الحسن ،شاہد عزیز ، ارشد درانی ،سمعیہ عزیز، رقیہ حسن، چاند سلطانہ اور سکندر شاہین پیش پیش تھے۔ اِس تحریک کا مقصد یہی تھا کہ یہاں سالانہ اُردو تھیٹر بھی انگریزی تھیٹر کی طرح اہتمام سے ہونا چاہئے۔لیکن ۱۹۵۷ء کے بعد یہ تحریک جمود کا شکار ہوگئی جس کی تین بڑی وجوہات تھیں۔اول: الحمراء میں اُردو تھیٹر شروع ہوا تو اِن میں سے کئی افراد نے مستقل طور پر الحمراء کا رُخ کیا۔ دوم :جو اساتذہ اُردو تھیٹر کے لیے اِس ادارے میں سرگرم تھے اُن میں سے کچھ کا تبادلہ دوسرے شہروں یا اداروں میں ہو گیا اور وہ رُخصت سے قبل اس اِدارے میں موجود افراد کی ایسی ذہنی وفکری تربیت نہ کر سکے جو اِس ادارے کی مضبوط ترین (Colonial Tradition) نوآبادیاتی نظام کی روایت کے سامنے سینہ سپر ہونے کے لیے درکار تھی ۔سوم: جو باقی رہ گئے اُنھوں نے تھیٹر کی بجائے ایسے شعبوں کو اختیار کیا جو اُنھیں مالی معاونت فراہم کر سکتے تھے کیونکہ تعلیمی زندگی کے دوران تھیٹر اُن کے لیے ایک مثبت سرگرمی تو ضرور تھی لیکن اسے مستقل طور پر ذریعہ ء معاش نہیں بنایا جا سکتا تھا ۔ یوں ۱۹۵۷ء سے ۱۹۶۵ءتک جی سی میں اُردو تھیٹر کرنے والوں کا ایک خلا پیدا ہوا۔اِن افراد کے بعد گورنمنٹ کالج میں ایک عرصے تک اُردو تھیٹر کے لیے کوئی کھیپ تیار نہ ہوسکی۔

جی سی میں تھیٹر کے لیے اولڈ ہال تو موجود تھا لیکن وہاں صرف انگریزی کھیل ہی پیش کرنے کی اجازت ملتی تھی۔اُردو کھیل تو اوپن ایئر ہی میں پیش کیے جاتے تھے ۔گورنمنٹ کالج لاہور کے اُردو تھیٹر کی تاریخ ٹکڑوں میں بٹی ہے۔تقسیم کے بعد سے ۱۹۹۵ء تک اِس ادارے میں اُردو تھیٹر کا خلا گاہے بگاہے پیدا ہوتا اور پُر ہوتا رہا۔اِس ادارے کے اُردو تھیٹر کی تاریخ میں کئی خلا پیدا ہونے کی دو وجوہات ہی ہوسکتی ہیں۔ اول : یہاں اُردو تھیٹر بہت کم ہوا۔دوم : انگریزی تھیٹر کے رعب و دبدبے کی وجہ سے یہاں ہونے والا اُردو تھیٹر خارج از ذکر ہوگیا۔ اِس سلسلے میں نعیم طاہر اپنے انٹرویو میں بتاتے ہیں:

> ’’اُردو ڈرامے کو یہاں ترجیح نہیں دی جاتی تھی ۔انگریزی ڈرامہ ہرسال اِس طرح باقاعدگی سے ہوتا جیسے امتحان ہونے والا ہو۔ اِس کا بڑا شور شرابا اور بڑا ہنگامہ ہوتا تھا۔ یہ کالج کا سب سے بڑا فنکشن ہوتا تھا۔اِسکے لیے بڑے فنڈز آتے تھے۔اِس پر بڑی توجہ دی جاتی اور اسکے لیے بہت مہمان آتے تھے۔کاسٹیوم بنتے تھے سیٹ لگتے تھے۔جو اُردو کا ڈرامہ تھا یہ غریب غربا کا ڈرامہ تھا۔ کہتے کہ باہر لان میں کر لینا۔کوئی سیٹ نہیں ،کوئی بجٹ نہیں، کوئی کچھ

نہیں ہے ایسے ہی پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر کر لو اگر تم کو شوق ہے۔ہال میں میری موجودگی میں ۱۹۵۷ء تک تو اُردو ڈرامہ کرنے کی اجازت نہیں ملی۔اوپن ائیر میں کیا کرتے تھے۔''[۸]

گورنمنٹ کالج لاہور کی ڈرامہ کلب پر زیادہ تر شعبۂ انگریزی ہی کا غلبہ رہا ہے کیونکہ یہاں انگریزی تھیٹر کی روایت بہت مضبوط تھی، یہی وجہ ہے کہ شعبۂ انگریزی کے لوگوں میں یہ احساس اب تک موجود ہے کہ تھیٹر تو مغرب کی دین ہے، اُردو ڈرامے میں اتنی سکت کہاں کہ اُس میں تھیٹر کے نئے امکانات روشن ہو سکیں۔لہٰذا اگر اُردو کھیل پیش کرنے ہی ہیں تو وہ بھی شعبۂ انگریزی کے زیرِ نگرانی ہی پیش کیے جانے چاہئیں۔

۱۹۶۰ء میں ڈاکٹر امداد حسین جی سی ڈی سی کے صدر اور عبد القیوم جوجو نائب صدر بنے۔''عبدالقیوم جو جو'' انگریزی کھیل بہت شوق سے تیار کرواتے اور خود اُن کھیلوں میں پارٹ بھی کرتے۔اِن حضرات میں سے کسی نے بھی اُردو تھیٹر کو لائقِ توجہ نہ سمجھا۔۱۹۵۷ء سے ۱۹۶۵ء تک گورنمنٹ کالج لاہور میں انگریزی تھیٹر کے علاوہ اُردو تھیٹر کی کوئی سرگرمی دکھائی نہیں دیتی۔ ۱۹۶۶ء میں اُردو تھیٹر کے فروغ کے لیے'' آل پاکستان تھیٹر سیمینار'' کا انعقاد کروایا گیا۔گورنمنٹ کالج لاہور کا ''بخاری آڈیٹوریم'' جو۱۹۶۴ء میں تعمیر ہوا، وہاں پاکستان کے مختلف ڈرامہ نگاروں اور تھیٹر سے وابستہ نامور حضرات نے اپنے مقالے پڑھے۔ اِس سیمینار کے بعد بخاری ہال میں خواجہ معین الدین کا کھیل مرزا غالب بندر روڈ پر اور علی احمد کا کھیل '' قصہ جاگتے سوتے کا'' پیش کیا گیا۔ ۱۹۶۶ء تک ڈاکٹر امداد حسین جی سی ڈی سی کے صدر اور عبد القیوم جو جو نائب صدر رہے۔۱۹۶۷ء میں پہلے شعیب ہاشمی اور پھر اِسی سال شعیب ہاشمی کی جگہ رفیق محمود کو جی سی ڈی سی کا صدر بنادیا گیا۔عبدالقیوم جوجو یہاں انگریزی تھیٹر کروانے میں پیش پیش تھے لیکن آل پاکستان تھیٹر سیمینار کے بعد وہ بھی یہاں اُردو تھیٹر کروانے کے متعلق سوچنے لگے ۔[۹] اُردو تھیٹر کی تحریک از سرِ نو سرگرم ہوئی۔اِس کے علاوہ ایک دو کوششیں پنجابی کھیلوں کے لیے بھی کی گئیں جو کامیاب رہیں۔سرمد صہبائی اپنے انٹرویو میں کہتے ہیں :

> ''میں نے ۱۹۶۷ء میں پنجابی کھیل،''تو کون'' لکھا۔ڈاکٹر اجمل نے یہ کھیل دیکھا تو اُنھوں نے کہا کہ میں نے یہ کھیل جی سی ڈی سی سے کروانا ہے۔ وہاں تو Colonial Tradition تھی۔انگریزی کے کھیل ہی کرتے تھے۔۱۰۰ سال کی ہسٹری تھی۔شعیب صاحب نے کہا کہ یہ کیا فضول ڈرامہ ہے۔اجمل صاحب نے کہا میں تو یہ کھیل کرنا چاہ رہا ہوں۔ اجمل صاحب نے شعیب ہاشمی کو جی سی ڈی سی کی صدارت سے ہٹا کر رفیق محمود جو شعبۂ انگریزی کے صدر تھے۔انچارج بنادیا۔اُنھوں نے بھی ہم سے پینٹرز اور دیگر عملہ واپس لے لیا لیکن اِس کے باوجود ہم نے وہ کھیل کیا۔''[۱۰]

تقسیم کے بعد جی سی ڈی سی کی جانب سے پہلا مکمل پنجابی طبع زاد کھیل ''تو کون'' پیش کیا گیا۔ یہ کھیل سرمد صہبائی کی تحریر تھی۔اِس کھیل کے بعد ۱۹۶۹ء میں سرمد صہبائی کا اُردو کھیل ''ڈارک روم'' پیش کیا۔ یہ کھیل کنیئرڈ کالج نجم الدین ڈرامہ فیسٹول میں بھی پیش کیا گیا ۔۱۹۷۱ء میں رفیق محمود کی جگہ دوبارہ شعیب ہاشمی کو صدر بنا دیا گیا۔ ۱۹۵۷ء تک گورنمنٹ کالج ڈرامیٹک کلب کے

زیرِ اہتمام پیش کیے گئے تمام اُردو کھیل ترجمہ شدہ تھے۔ تقسیم کے بعد جی سی ڈی سی کے زیرِ اہتمام پیش کیا جانے والا پہلا طبع زاد اُردو کھیل ''منزل منزل' 'تھا جو بانو قدسیہ کی تحریر تھی۔ یہ کھیل بخاری ہال میں اپریل ۱۹۶۸ء میں پیش کیا گیا اور اِس کی ہدایات نعیم طاہر نے دیں۔ بانو قدسیہ کے کھیل ''منزل منزل'' سے قبل ۱۹۶۶ء میں جی سی کے بخاری آڈیٹوریم میں'' آل پاکستان تھیٹر سیمینار'' کے موقع پر علی احمد کا طبع زاد اُردو کھیل'' قصہ جاگتے سوتے کا'' اور دوسرا طبع زاد اُردو کھیل'' مرزا غالب بندر روڈ پر'' جو خواجہ معین الدین کی تحریر تھی، پیش کیے جا چکے تھے۔ اِن دونوں کھیلوں کی تمام کاسٹ کراچی کے مشاق فنکاروں پر مشتمل تھی اور اِس میں جی سی ڈی سی کا کوئی عمل دخل نہ تھا۔ اِس لیے ہم اِن دونوں کھیلوں میں سے کسی ایک کو بھی جی سی ڈی سی کی پہلی طبع زاد کوشش نہیں کہہ سکتے۔ بخاری ہال کا افتتاح ۳۰ نومبر ۱۹۶۴ء کو فیلڈ مارشل جنرل ایوب خان نے کیا۔ اِس آڈیٹوریم کی تعمیر کے بعد جی سی ڈی سی کے تمام انگریزی اور اُردو کھیل اِسی آڈیٹوریم ہی میں پیش کیے گئے اور آج تک یہ روایت قائم ہے۔

جی سی ڈی سی کے زیرِ اہتمام ۶۶ سے ۷۴ء تک جو اُردو کھیل پیش کیے گئے اُن میں بانو قدسیہ کا ''منزل منزل''، سرمد صہبائی کا ''پھندے''، ''ڈارک روم'' اور اطہر شاہ خان کا ''چڑیا گھر'' شامل ہیں۔ ۱۹۶۵ء سے ۱۹۸۰ء کے دوران اِس ادارے میں پھر سے اُردو تھیٹر کرنے والوں کی ایک کھیپ تیار ہوئی جس میں رشید عمر تھانوی، سرمد صہبائی، زبیر بلوچ، عمران پیرزادہ، عثمان پیرزادہ، سلمان شاہد اور مدیحہ گوہر قابلِ ذکر ہیں۔ ۱۹۸۰ء سے ۱۹۸۵ء تک جی سی ڈی سی کے زیرِ اہتمام انگریزی تھیٹر تو ہوا لیکن اُردو تھیٹر پھر کسی حد تک جمود کا شکار رہا۔

۱۹۸۵ء میں یہاں اُردو تھیٹر کے لیے پروفیسر حق نواز اور شعیب ہاشمی نے از سرِ نو کوششیں شروع کیں اور انور عنایت اللہ کا کھیل ''جب تک چمکے سونا'' کامیابی سے پیش کیا۔ اِس کھیل کے بعد صوفی نثار احمد کا تحریر کردہ کھیل ''شیطان'' اور پھر اظہار کاظمی اور نعیم طاہر کا ترجمہ شدہ ''جے بی پریسٹلے'' کا کھیل'' مجرم کون'' پیش کیا گیا۔ ۱۹۸۵ء سے ۱۹۸۷ء تک جی سی ڈی سی کے صدر پروفیسر غلام مرتضٰی چوہدری اور نائب صدر پروفیسر جاوید نذیر رہے۔ ۱۹۸۸ء سے ۱۹۹۰ء تک جی سی ڈی سی کے صدر پروفیسر جاوید نذیر، نائب صدر پروفیسر حق نواز، ہارون قادر، ثاقف نفیس اور باصر سلطان کاظمی، جبکہ منیجر خالد آفتاب اور عبدالرؤف رہے۔ ۱۹۹۱ء ۔۹۲ء میں جی سی ڈی سی کے صدر پروفیسر حق نواز، نائب صدر ہارون قادر اور ثاقف نفیس، جبکہ منیجر خالد آفتاب رہے۔ [11]

۱۹۹۱ء میں یہاں نعیم طاہر اور یاسمین طاہر کا ترجمہ شدہ کھیل'' آپ کی تعریف'' پیش کیا گیا۔ اِن کھیلوں کے بعد چار سال تک جی سی ڈی سی کی جانب سے اُردو تھیٹر کی کوئی سرگرمی منظرِ عام پر نہیں آئی۔ ۱۹۹۵ء میں پھر جمود ٹوٹا اور اِس سال اُردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں کھیل پیش کیے گئے۔ ۱۹۹۵ء میں انگریزی کھیل "You Can't Take it with you" اور اِسی کھیل کے فوراً بعد اصغر ندیم سید کا تحریر کردہ اُردو کھیل' 'بھولا سچ بولا'' پیش کیا گیا۔ جی سی کی تاریخ میں غالباً یہ پہلا اُردو کھیل تھا جس میں کالج کے تقریباً تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے طلباء نے شرکت کی۔ اِس میں شعبۂ ریاضی، شماریات، نفسیات، اُردو، انگریزی اور زوالوجی

کے علاوہ جونیئر کلاسز کے طلباء بھی شامل تھے۔ اپنی زبان میں اِظہار بامعنی اور پُرکشش ہونے کے ساتھ ساتھ اذہان پر دیر پا نقوش بھی ثبت کرتا ہے۔کسی بھی خطے یا ملک کی زبان سیکھنا اور اُس کا علم حاصل کرنا ہرگز برائی نہیں۔موجودہ دور میں انگریزی کے علاوہ دیگر بدیسی زبانوں کا علم سیکھنا بھی اب اپنی تہذیب کے بچاؤ کے لیے اشد ضروری ہے لیکن اِس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ ہم اپنی شناخت مسخ کر دیں اور آنے والی نسلوں کو احساسِ محرومی ورثے میں دیں۔

۱۹۹۵ء میں جی سی ڈی سی کے انچارج پروفیسر خالد محمود صدیقی جبکہ معاون انچارج فرحان عبادت یار خان، ہارون قادر اور انجم نثار تھے۔۱۹۹۸ء میں فرحان عبادت یار خان اور انجم نثار کو جی سی ڈی سی کا انچارج بنا دیا گیا۔یونیورسٹی کا درجہ مل جانے کے بعد ۲۰۰۱ء میں یوسف بشیر کو جی سی یو ڈی سی (گورنمنٹ کالج یونیورسٹی ڈرامیٹک کلب) کا انچارج بنا دیا گیا۔ ۲۰۰۵ء میں ڈاکٹر فرحان عبادت یارخان دوبارہ جی سی یو ڈی سی کے انچارج بنا دیئے گئے جو ۲۰۱۰ء تک اِس کلب کے انچارج رہے ۔۲۰۱۱ء میں کلب انچارج سمیر احمد، معاون انچارج یاسر سلطان اور صدر ردا اکرم چوہدری کو بنایا گیا۔سمیر احمد اور یاسر سلطان تاحال اپنے عہدوں پر فرائض انجام دے رہے ہیں۔۲۰۱۲ء میں کلب کے صدر کی ذمہ داریاں نایاب اکرم چوہدری کو سونپی گئیں جبکہ ۲۰۱۳ء میں کلب کے صدر کے فرائض سعود اعجاز انجام دیں گے۔کلب کے انچارج سمیر احمد کا تعلق تو شعبہء انگریزی سے ہے لیکن امید افزا بات یہ ہے کہ انھوں نے کلب میں یونیورسٹی کے تمام طلباء کے لیے شمولیت کے یکساں مواقع پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ یہاں کے نوآبادیاتی نظام کی روایت کو بھی کسی حد تک نظر انداز کرنے کی کوشش کی ہے ۔

۱۹۹۵ء سے ۲۰۰۰ء تک یہاں سالانہ اُردو اور انگریزی کھیل کسی نہ کسی طور باقاعدگی سے پیش کیے گئے۔۲۰۰۰ء کے بعد کلب میں نمایاں مثبت تبدیلی آئی۔تھیئٹر میلوں کا انعقاد کروایا گیا جبکہ تھیئٹر کی تکنیک اور باریکیوں سے آگاہی کے لیے ایک دو ورکشاپس کا اہتمام بھی کیا گیا اور یہ سلسلہ تاحال جاری ہے۔جی سی یو ڈی سی کے سالانہ اور دیگر اُردو کھیلوں کے علاوہ اِس ادارے کی کلب نے تین انٹرورسٹی ڈرامہ فیسٹولز اور ''پاکستان نیشنل کونسل آف دی آرٹس'' کے زیر اہتمام دو پاک بھارت یونیورسٹی تھیئٹر فیسٹولز کا بھی کامیابی سے انعقاد کروایا۔

ذیل میں ادارے کی ڈرامہ کلب کے زیرِ اہتمام ہونے والے اُردو تھیئٹر کے اعداد و شمار زمانی ترتیب سے درج کیے گئے ہیں تاکہ اِس ادارے کی اُردو تھیئٹر کے لیے کی گئی کوششوں اور خدمات کا مکمل تعین ہو سکے۔ اِن کھیلوں کی فہرست میں وہ کھیل بھی شامل ہیں جو جی سی ڈی سی کی پیشکش نہیں تھے ۔ یہ کھیل یا تو کسی نجی تھیئٹر گروپ نے جی سی کی اِسٹیج پر پیش کیے یا پھر جی سی کے کسی شعبے کی انفرادی کوشش تھی۔ایسے کھیلوں کے متعلق تفصیلات اُن کے اعداد و شمار کے ساتھ حواشی و حوالہ جات میں فراہم کر دی گئی ہیں۔

گورنمنٹ کالج لاہور میں پیش کیے گئے اُردو تھیئٹر کے اعداد و شمار و دیگر تفصیلات
(۱۹۴۷ء سے ۲۰۱۳ء تک)

سنہ	کھیل	مصنف	ہدایت کار	مقام
۱۹۵۲ء	ساون رین دا سُفنا **(پہلا اُردو پنجابی کھیل)**	شیکسپیئر مترجم: صوفی غلام مصطفیٰ تبسم	صفدر میر	اوپن ایئر تھیئٹر، جی سی، لاہور
۱۹۵۳ء	کمرہ نمبر پانچ **(پہلا مکمل اُردو کھیل)**	مصنف: نامعلوم مترجم: سید امتیاز علی تاج	صفدر میر	اوپن ائیر، جی سی، لاہور
۱۹۵۴ء	اِنسپکٹر جنرل	گوگول مترجم: نامعلوم	صفدر میر	اوپن ائیر، جی سی، لاہور

سنہ	کھیل	مصنف	ہدایت کار	مقام
مئی ۱۹۵۶ء	اصفہان کے متشاعر	مصنف: نامعلوم مترجم: سید ایتاز علی تاج	صفدر میر	اوپن ائیر، جی سی، لاہور
۱۹۵۶ء	سازش	مصنف: نامعلوم مترجم: سید امتیاز علی تاج	صفدر میر	اوپن ائیر، جی سی، لاہور
۱۹۵۶ء	ناشتے سے پہلے	اِنٹن چیخوف مترجم: سید امتیاز علی تاج	صفدر میر	اوپن ایئر، جی سی، لاہور
مارچ ۱۹۵۷	بخیل	مولیئر مترجم: ظفر صمدانی/ سکندر شاہین	نعیم طاہر	اوپن ایئر، جی سی، لاہور
۱۹۵۷ء	جولیس سیزر	شیکسپئر مترجم: حفیظ جاوید	ضیاء محی الدین	اوپن ایئر، جی سی، لاہور
اکتوبر ۱۹۶۶ء	قصہ جاگتے سوتے کا[۱۲]	علی احمد	علی احمد	بخاری آڈیٹوریم، جی سی، لاہور
اکتوبر ۱۹۶۶ء	مرزا غالب بندر روڈ پر	خواجہ معین الدین	خواجہ معین الدین	بخاری آڈیٹوریم، جی سی، لاہور
اپریل ۱۹۶۸ء	منزل منزل[۱۳]	بانو قدسیہ	نعیم طاہر	بخاری آڈیٹوریم، جی سی، لاہور
۱۹۶۸ء	چڑیا گھر	اطہر شاہ خان	اطہر شاہ خان/ خالد محمود	بخاری آڈیٹوریم، جی سی، لاہور

۱۹۷۰ء	ڈارک روم	سرمد صہبائی	شعیب ہاشمی	بخاری آڈیٹوریم، جی سی، لاہور
مئی ۱۹۷۱ء	ڈارک روم	سرمد صہبائی	شعیب ہاشمی	کنیئرڈ کالج، لاہور
۱۹۷۴ء	پھندے	سرمد صہبائی	سلمان شاہد	اپوا آڈیٹوریم، لاہور
۱۹۸۵ء	جب تک چمکے سونا	انور عنایت اللہ	شعیب ہاشمی/ پروفیسر حق نواز	بخاری آڈیٹوریم، جی سی، لاہور
مئی ۱۹۸۶ء	یہ ایتھوپیا ہے میری جان	مصنف: نامعلوم	نامعلوم	بخاری آڈیٹوریم، جی سی، لاہور
مارچ ۱۹۸۷ء	شیطان	صوفی نثار احمد	شعیب ہاشمی	بخاری آڈیٹوریم، جی سی، لاہور
۱۹۸۹ء	مجرم کون	/جے بی پریسٹلے مترجم: اظہار کاظمی/ نعیم طاہر	نعیم طاہر	بخاری آڈیٹوریم، جی سی، لاہور
اپریل ۱۹۹۱ء	آپ کی تعریف	مصنف: نامعلوم مترجم: نعیم طاہر یاسمین طاہر	زارون پیرزادہ	بخاری آڈیٹوریم، جی سی، لاہور
۱۹۹۵ء	بھولا سچ بولا	اصغر ندیم سید	اصغر ندیم سید/ نور الحسن ملک	بخاری آڈیٹوریم، جی سی، لاہور
۱۹۵۶ء	تعلیمِ بالغاں	خواجہ معین الدین	فرحان عبادت یار/ انجم نثار	بخاری آڈیٹوریم، جی سی، لاہور
۱۹۹۷ء	اعمال نامہ	احمد داؤد	فرحان عبادت یار	بخاری آڈیٹوریم، جی سی، لاہور
دسمبر ۱۹۹۸ء	گھر آیا مہمان	امجد اسلام امجد	ناصر منیف قریشی/ سعیدیہ خان	بخاری آڈیٹوریم، جی سی، لاہور
مارچ ۲۰۰۰ء	درختوں کے بھوت (ہارٹیکلچرل سوسائٹی جی سی)	سرفراز شوکت	ایمان سرفراز	بخاری آڈیٹوریم، جی سی، لاہور
۲۰۰۲ء	دغا باز	کارلو گولدونی مترجم: کمال احمد رضوی	احمد فصیح قریشی	بخاری آڈیٹوریم، جی سی، لاہور
۲۰۰۳ء	دغا باز	ایضاً	محمد سلمان بھٹی	الحمراء کلچرل کمپلیکس، لاہور
فروری ۲۰۰۳ء	اُف	اطہر شاہ خان	محمد سلمان بھٹی	بخاری آڈیٹوریم، جی سی، لاہور

فروری ۲۰۰۴ء مجرم کون	جے بی پریسٹلے مترجم: اظہار کاظمی/ نعیم طاہر	محمد سلمان بھٹی	بخاری آڈیٹوریم، جی سی، لاہور
اپریل ۲۰۰۵ فہمیدہ کی کہانی اُستانی راحت کی زبانی	اشفاق احمد	ڈاکٹر فرحان عبادت یار	بخاری آڈیٹوریم، جی سی، لاہور
ستمبر ۲۰۰۵ اشرف المخلوقات	ریاض الحسن	ریاض الحسن	الحمراء مال روڈ، ہال نمبر۱، لاہور
۲۰۰۶ء بادشاہ سلامت الوداع	اوگنی ائینسکو مترجم: زاہدہ زیدی	ریاض الحسن	بخاری آڈیٹوریم، جی سی، لاہور
مارچ ۲۰۰۷ء امربیل	بانو قدسیہ ڈرامائی تشکیل: اصغر ندیم سید، ڈاکٹر فرحان عبادت یار	ڈاکٹر فرحان عبادت یار	بخاری آڈیٹوریم، جی سی، لاہور
مارچ ۲۰۰۷ء بھائی بہن	اشفاق احمد ڈرامائی تشکیل: دانیال طلعت	مدیحہ گل	بخاری آڈیٹوریم، جی سی، لاہور
۲۰۰۷ء ساون رین دا سُفنا	شکسپیئر مترجم: صوفی غلام مصطفیٰ تبسم	ڈاکٹر فرحان عبادت یار	نامعلوم
دسمبر ۲۰۰۸ء بے سایہ لوگ	ژاں پال سارتر مترجمین: ڈاکٹر فرحان عبادت یار، مدیحہ گل، موسیٰ عباس، دانیال طلعت، رضوان	ڈاکٹر فرحان عبادت یار	بخاری آڈیٹوریم، جی سی، لاہور
دسمبر ۲۰۰۹ء کمرہ	مینول دی پیدرولو مترجم زاہدہ زیدی	موسیٰ عباس	بخاری آڈیٹوریم، جی سی، لاہور
اپریل ۲۰۱۱ء نظامِ سقہ	ممتاز مفتی	ردا اکرم چوہدری	بخاری آڈیٹوریم، جی سی، لاہور
دسمبر ۲۰۱۱ء کل کے قائد	تصور اقبال	سمیر احمد	یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور
اپریل ۲۰۱۲ء سزا یاب	تصور اقبال	سمیر احمد	بخاری آڈیٹوریم، جی سی، لاہور
مئی ۲۰۱۲ء دیوار	تصور اقبال	سمیر احمد	بخاری آڈیٹوریم، جی سی، لاہور
مارچ ۲۰۱۳ء شاہِ عالم	سمیر احمد	محمد سلمان بھٹی سمیر احمد	بخاری آڈیٹوریم، جی سی، لاہور

حواشی وحوالہ جات

۱۔ نعیم طاہر، لاہور میں تھیئٹر، مجلّہ قند (ڈرامہ نمبر)، مردان، جلد ۴ اشاعت خاص ۱۱۔۱۲ شمارہ ۳۔۴، ۱۹۶۱ء ص ۲۴۲

۲۔ صفدر میر سے مکالمہ، مخزونہ: ثمینہ احمد، ۶ فروری ۱۹۸۷ء

۳۔ نعیم طاہر، لاہور میں تھیئٹر، ص نمبر ۲۴۳

۴۔ نعیم طاہر، لاہور میں تھیئٹر، ص نمبر ۲۴۳

۵۔ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی میں آج جہاں نیو بلاک ہے وہاں کبھی میدان ہوا کرتا تھا۔ اِس میدان کو تقسیم کے بعد سے بخاری ہال کی تعمیر مکمل ہونے تک اُردو تھیئٹر کے لئے استعمال کیا جاتا رہا۔ یہی میدان اوپن ایئر کہلاتا تھا۔

۶۔ پروفیسر کلیم الدین سے مکالمہ، مخزونہ: راقم الحروف، یکم اگست ۲۰۰۹ء

۷۔ یہ معلومات نعیم طاہر کے اُس انٹرویو سے اَخذ کی گئی ہیں جو ثمینہ احمد نے اُن سے ۲۱ ستمبر ۱۹۸۶ء میں کیا۔

۸۔ نعیم طاہر سے مکالمہ، مخزونہ: ثمینہ احمد، ۲۱ ستمبر ۱۹۸۶ء

۹۔ یہ معلومات زبیر بلوچ سے کیے گئے انٹرویو سے اخذ کی گئی ہیں جو راقم الحروف نے اُن سے ۱۹ جون ۲۰۰۹ میں کیا۔

۱۰۔ سرمد صہبائی سے مکالمہ، مخزونہ: راقم الحروف، ۱۰ اگست ۲۰۰۹ء

۱۱۔ مئی ۱۹۹۱ء میں گورنمنٹ کالج لاہور کے مجلّہ راوی میں اِس ادارے کی مختلف سوسائٹیوں کے حوالے سے کچھ مضامین شائع ہوئے جن میں اِس ادارے کی ڈرامہ کلب کے حوالے سے ایک مضمون ''جی۔سی۔ڈی۔سی کے اُردو ڈرامے'' کے عنوان سے بھی شائع ہوا۔ اِس کے علاوہ ہارون قادر صاحب جو اِس ادارے میں شعبہء اُردو کے اُستاد ہیں اور جی سی ڈی سی سے عملی طور پر وابستہ بھی رہ چکے ہیں اُن سے بھی معلومات کے تبادلے سے کچھ اعداد و شمار حاصل کرنے میں تعاون حاصل رہا۔ ۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۱ء تک جی سی ڈی سی کے کھیلوں اور عہدے داران کے حوالے سے جو معلومات اِس مقالے میں درج کی گئی ہیں اُن کا ماخذ یہی دو ذرائع ہیں۔

۱۲۔ ''قصہ جاگتے سوتے کا'' اور ''مرزا غالب بندر روڈ پر'' آل پاکستان تھیئٹر سیمینار کے موقع پر پیش کیے گئے۔ اِن دونوں کھیلوں کی پیشکش میں جی سی ڈی سی کا کوئی عمل دخل نہیں تھا۔

۱۳۔ ''منزل منزل'' یہ کھیل گورنمنٹ کالج میں G.C.D.C کی جانب سے تقسیم کے بعد پیش کیا جانے والا پہلا طبع زاد اُردو کھیل تھا۔